کبھی ان پر تو کبھی خود پہ نظر کرتے ہیں
گو خوشامد ہے بری چیز مگر کرتے ہیں

خوشامد

غیرت کی چتا اور ایمان کی جاں کنی

ادیب اکبر انیس العصر سید ابن الحسین مہدی نظمی

دنیا میں بہت سے امراض ایسے ہیں جو بظاہر جسمانی مرض نہیں ہوتے لیکن روح کی یہ بیماریاں اجتماعی طور پر قوم و ملک یا معاشرہ مملکت کے لئے سُمِ قاتل کا درجہ رکھتی ہیں مثلاً غداری ایک گھناؤنا مرض ہے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کرنا بھی ایک مہلک بیماری ہے، لیکن یہ اور اس نوعیت کی جان لیوا بیماریوں میں سب سے زیادہ خطرناک بیماری ''خوشامد'' کا مرض ہے یہ مرض بظاہر بڑا خوش آیند ہے، لیکن اس سے زیادہ ذلیل، مکروہ جانگسل اور طاعونی مرض کوئی نہیں۔ یہ مرض عموماً اربابِ بست و کشاد کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مرض کا آغاز درباروں سے ہوا پھر زمانہ کی تبدیلیوں کے ساتھ اس کی روح تو ایک رہی لیکن اس کا روپ بدلتا رہا حتی کہ خوشامد اب باقاعدہ ایک فن بن چکی ہے۔ خوشامد سے جو امراض یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے ہیں وہ فرد یا ملت کے لئے عذاب النار بن جاتے ہیں ان کی بہت سی قسمیں ہیں۔

خوشامد ممدوح کو گمراہ کرتی ہے اور ایک ایسے شخص کے ذہن میں استبداد کی عجیب و غریب روح کو جنم دیتی ہے جو یہ جانتا ہے کہ وہ ان صفات سے واقعتاً معریٰ ہے جو اس سے منسوب کی جا رہی ہیں۔ اس طرح وہ نہ صرف فریب نفس کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ خوشامدیوں کی حمیت سلب کر کے ملک وقوم کے اصل حالات سے بھی باخبر رہتا ہے۔

خوشامد کے اس فتنہ سے بڑے بڑے سفینے ڈوب گئے ممکن ہے خوشامد کی بدولت کچھ دنوں کے لئے انسانوں کے کسی گروہ یا انسانوں کے کسی سردار کو اقتدار و عروج حاصل ہوا اور وہ اپنی ذات کو گرد و پیش کا ملجا و ماویٰ سمجھے، مرحوم ماضی میں یہ درخت بڑی حد تک ثمر آور رہا۔ درباروں میں اس کا عام چرچا تھا لیکن آخر کار۔

جو لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے تھے اس کے بندوں سے پناہ مانگتے پھرے بڑے بڑے ظل اللہ کہلانے والے سایۂ دیوار ڈھونڈھنے لگے اور حلقۂ زنجیر کے سوا کچھ نہ ملا۔

خوشامد کے اس فن کی تاریخ سمندروں اور پہاڑوں کی ہمعصر ہے، اسلام نے سب سے زیادہ اس کی مذمت کی ہے۔

رسول اللہ کی تعلیماتِ اطہر میں اس کے خلاف کلمہ ہائے احتجاج موجود ہیں، قرآن و سنت دونوں خوشامد کو قوموں کے اجتماعی روگ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ ایک تاریخی حادثہ ہے کہ امویوں کا دربار لگتے ہی اس فن نے نشو و نما پانی شروع کی، رفتہ رفتہ یہ فن ایک ادبی اور تہذیبی ورثہ بن گیا اس سے قطع نظر کہ بعض علماء امیر معاویہ کے درجہ و مراتب کی

بابت کیا کہتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ان کے عہد سے خلافت کے اسلامی تصور پر جو بیتی اور جانشینی نے جو رنگ اختیار کیا وہ محض کربلا میں خون بہا کر ہی شوخ نہیں ہوا بلکہ اس نے اسلام کے تصور ریاست پر بھی ایک ایسی چھری رکھ دی کہ مسلمانوں کی زبانیں آج تک اس کے ماتم سے فارغ نہیں ہوتی ہیں۔

یہ سب نتیجہ تھا خوشامد کا، اور خوشامد کے واسطہ سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے کہ اسلام صدیوں تک نالہ بلب رہا۔ آج بھی محسوس کریں تو اسلام کے چہرے پر جو زردی نظر آرہی ہے اس میں خوشامد کا بھی بقدر تناسب حصہ ہے۔

اگر قرنِ اول میں اس قسم کے خوشامدی پیدا نہ ہوتے تو نہ صورت حالات بگڑتی اور نہ اسلام کا تصور ریاست ذبح ہوتا، نہ حکومت کا موروثی فتنہ چلتا اور نہ اسلام ہی کو ان صدمات سے دوچار ہونا پڑتا جن کا خمیازہ صدیوں سے مسلمان اقوام بھگت رہی ہیں۔

افسوس یہ ہے کہ انسان دوسروں کے تجربے سے فائدہ نہیں اٹھاتا، بلکہ خود تجربے کرنا چاہتا ہے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ مرض جوں کے توں چلے آرہے ہیں جہاں تک مسلمانوں کے ملکوں کا تعلق ہے خوشامد کا مرض ان کے دماغوں کو چاٹ رہا ہے، ارباب بست وکشاد جنہیں دوسرے لفظوں میں صدر یا شاہ، شاہ یا صدر صاحب بھی کہتے ہیں نہ صرف اپنے اپنے فوائد کی دھن میں لگے ہوئے ہیں بلکہ انھیں خوشامدیوں نے بھی اندھا کر دیا ہے وہ حق سے چڑھتے اور ناحق سے پیار کرتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ مسلمان اقوام انتشار کی زد میں ہیں یا خوشامد کے نرغہ میں اور ایک خوفناک مستقبل ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔

حیرت ان عمال حکومت پر نہیں جو تحصیل دنیا کی دھن میں مگن ہیں تعجب تو ان عالموں پر ہے جن کے لئے دنیا نہیں، عقبیٰ اور آخرت بڑی چیز ہے۔ آج کے دور میں جس عالم کی صحبت میں جایئے آپ محسوس کریں گے کہ ان کی محفل خوشامدیوں کے ہجوم سے بھری ہوتی ہے اور خوشامد کی کوکھ سے جو عیوب جنم لیتے ہیں مثلاً غیبت، افترا، بہتان، دشنام طرازی وغیرہ وہ سب عیوب تھوک میں جنم لے رہے ہیں۔ بے شک علماء سوء کی کثرت کے باوجود علماء حق کی کمی نہیں ہے۔ لیکن علمائے حق نے نہ جانے کیوں گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے اور کیوں ایسے کونوں میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں جن سے باہر نکلتے ہوئے ان پر خوف کی راہ سے لرزہ طاری ہوتا ہے۔ حالانکہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ظلم کے سامنے حق کی وہ صدا بلند کی جائے جو پتھروں کو توڑ دینے کی طاقت رکھتی ہے، خوشامد، خوشامدی، اور خوشامد پسندی ایک آفت ہے، ایک مصیبت ہے، باطل کی راہ سے بہت بڑا ظلم ہے۔ اور اس ظلم کے خلاف جدوجہد کرنا اللہ کی طرف سے علمائے حق پر ایک فریضہ ہے۔ آج بادشاہوں کی فرسودہ عظمتوں کو پوجنے کا وقت نہیں ہے۔ آج ماضی کے شوکت رفتہ کے قصوں کو مزے، چٹخارے لے لے کر بیان کرنے کا وقت نہیں ہے، آج وقت ہے تو شعور کو بیدار کرنے کا، تاکہ خوشامد نے جن ذہنوں کو پکڑ رکھا ہے وہ ذہن بھی کھلی فضا میں سانس لیں اور یہ سوچ سکیں کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ ہمیں کیا کرنا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

۞۞۞